Journal of Religion & Society (JRS)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

HEART DISEASES MENTIONED IN QURAN AND THEIR SOLUTION: A RESEARCH STUDY

قرآن میں مذکور امراض قلب اور ان کا حل: تحقیقی مطالعہ

Muhammad Hassan Raza Nawaz
PhD Scholar, University of Sialkot
muhammad.hassan@iisat.edu.pk
Zubair Munawar
M.Phil. Scholar Gift University Gujranwala
za030418@gmail.com

ABSTRACT

The heart is the most vital organ of the human body, not only sustaining physical life but also serving as the center of spiritual and psychological existence. In the Qur'an, the significance of the heart is repeatedly emphasized, highlighting its role in shaping an individual's faith, morality, and overall spiritual well-being. The heart is portrayed as the seat of consciousness, the locus of divine guidance, and the vessel through which a person's sincerity and devotion to God are manifested. A sound heart is one that is filled with faith, humility, and righteousness, while a diseased heart is afflicted by moral and spiritual corruption. The concept of "cardiac diseases" in Islamic thought extends beyond physiological ailments to include moral and spiritual afflictions that affect an individual's thoughts, emotions, and actions. The Qur'an describes various spiritual diseases of the heart, such as misguidance, hypocrisy, arrogance, heedlessness, and hardness, which distance individuals from divine guidance and ethical conduct. A heart tainted by such diseases becomes incapable of perceiving truth, resisting guidance, and cultivating inner peace. Negligence and corruption of the heart lead to moral decay, social discord, and ultimately, a loss of connection with God. Conversely, the Qur'an highlights that a purified and enlightened heart is a prerequisite for attaining divine nearness and true success in this life and the Hereafter. The process of spiritual purification, known as tazkiyah, involves nurturing the heart with faith, sincerity, gratitude, and love for God, while guarding it against negative influences and desires. Reflection, prayer, and seeking divine knowledge are among the ways to soften the heart and restore its spiritual vitality. Ultimately, the state of the heart determines an individual's character, ethical conduct, and relationship with God, making it the focal point of both worldly and eternal well-being.

Keywords: *Heart Diseases in the Qur'an, Spiritual Ailments. Qur'anic Remedies for Heart Diseases, Purification of the Heart (Tazkiyah al-Nafs), Righteousness (Taqwa) and Heart Health*

موضوع کاتعارف واہمیت:

دل انسانی جسم کا انتہائی اہم حصہ ہے۔ قرآنِ کریم میں دل کی اہمیت اور صفات و اقسام کو کئی مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ اچھے اوصاف پر دل کی تحسین اور بُرے اوصاف پر مذمت کی گئی ہے۔ دل کا اچھے یابُرے اوصاف سے مُتَّصِف ہونا اس لئے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ بروزِ قیامت دل کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کی جائے گی، چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں ہے:

"اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا"[i]

بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

دل انسان کے جسم کا وہ انتہائی اہم عضو ہے جو نہ صرف جسمانی زندگی کے لئے ضروری ہے بلکہ روحانی اور نفسیاتی حالتوں کا بھی مرکز ہے۔ قرآن مجید میں دل کی اہمیت پر بار بار زور دیا گیا ہے، کیونکہ یہ انسان کی روحانیت، ایمان اور اخلاقیات کا آئینہ ہوتا ہے۔ قلبی امراض کی اصطلاح صرف جسمانی دل کی بیماریوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ وہ روحانی اور اخلاقی بیماریوں پر بھی دلالت کرتی ہے جو انسان کے دل میں پیدا ہو کر اس کی فکر، رویے اور عمل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں دل کی صحت اور بیماریوں دونوں کا ذکر کیا گیا ہے، جہاں دل کو ایمان کا مرکز اور اللہ کی ہدایت کا قبول کرنے کی جگہ بتایا گیا ہے، تو دوسری جانب دل کی بیماریوں کو انحراف، غفلت، نفاق، تکبر اور قساوت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

قرآن میں دل کی بیماریوں کی مذمت کی گئی ہے اور ان کے علاج کے لیے ہدایات فراہم کی گئی ہیں۔ اللہ تعالی نے دلوں کی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کے لئے اپنی کتاب میں واضح ہدایات دی ہیں تاکہ انسان اپنے دل کی صفائی اور اصلاح کر سکے۔

قرآن مجید میں دل کی بیماریوں اور ان کی اصلاح کا موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ دل کو روحانیت، ایمان اور اخلاقی حالت کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ دل انسان کے تمام روحانی، اخلاقی اور نفسیاتی فیصلوں کا مصدر ہوتا ہے۔ قرآن میں دل کی بیماریوں کا ذکر اس بات کا غماز ہے کہ روحانی صحت اور اخلاقی بہتری کے لیے دل کی صفائی اور درستگی ضروری ہے۔ ان بیماریوں کا علاج صرف جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی سطح پر بھی کیا جانا چاہیے۔ اس آرٹیکل کے اندر تحقیقی، بیانیہ اور علمی اسلوب کو اپنایا گیا ہے۔ اصل مواد بنیادی مآخذ سے لیا گیا ہے۔

قلب کا لغوی معنی:

لغت کے اعتبار اس کے مختلف معانی آتے ہیں۔ چنانچہ ابن منظور "لسان العرب" میں لکھتے ہیں:

" القلب تحويل الشئی عن وجهہ"[ii]

قلب"کا معنی ہے کسی چیز کا ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا"۔

بسا اوقات " قلب "کا مطلب عقل بھی لیا جاتا ہے۔ مثلاً، اللہ تعالیٰ کے فرمان "إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ"[iii] کے بارے میں فَرَّاء کہتے ہیں کہ یہاں " قلب " سے مراد " عقل " ہے۔ عربی زبان میں یہ جائز ہے کہ آپ کہیں: "ما لك قلب؟" یا "ما قلبك معك؟" یعنی تمہارے پاس عقل نہیں یا تمہاری عقل کہاں چلی گئی؟

امام خلیل بن احمد فراہیدی لکھتے ہیں:

قلب انسان عضو فؤاد کا ایک لوتھڑا ہے جو رگ سے جڑا ہوتا ہے۔ قلب یعنی ایک شیٔ کو اس کی دوسری طرف موڑ دینا، چیز کو پھیر دینا، شیٔ کا خالص ہونا جس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ نہ ہو قلب کہلاتا ہے۔[iv]

قلب کا اصطلاحی معنی:

القلب: عضو الحياة في الجسم، وهو الذي يضخّ الدم في الشرايين. وفي الاصطلاح الديني، هو مركز الإيمانوالمشاعر[v]"

قلب: جسم میں زندگی کا وہ عضو ہے جو خون کو شریانوں میں پمپ کرتا ہے۔ اور دینی اصطلاح میں، یہ ایمان اور جذبات کا مرکز ہے۔"

قلب کی اقسام:

دل کی تین اقسام ہیں:

1. قلبِ سلیم (قلبِ صحیح / قلبِ حیی)
2. قلبِ میت (مردہ دل)
3. قلبِ مریض (بیمار دل)

پہلی قسم: قلب سلیم:

سلیم کے ایک معنیٰ سلامت کے ہیں یعنی وہ دل جس کا مالک شبہات وشہوات کا شکار ہونے سے بچا ہوا ہو اور احکامِ الٰہیہ پر استقامت سے قائم ہو، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مبارک سنّتوں پر عامل اور اسلافِ کرام کی پیروی کرنے والا ہو۔ سورۃ الشعراء میں فرمایا:

"یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ، اِلَّا مَنْ اَتَی اللہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ، وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ"[vi]

جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

سلامتیِ دل سے مراد دل کا بدعقیدگیوں سے پاک ہونا، صوفیا کے نزدیک قلبِ سلیم وہ ہے جسے محبت وعشقِ الٰہی کے سانپ نے ڈس لیا ہو عربی میں سلیم سانپ ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔[vii]

قلب سلیم کی علامات:

وہ دل جو صحیح معنیٰ میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جھکنے والا ہے اور جس پر روح کی حکمرانی ہے، اس صحت مند دل اور قلب سلیم کی درج ذیل علامات ہیں:

1۔ اللہ کی یاد میں مصروف

قلبِ سلیم کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ کبھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا:

"وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا"[viii]

"اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے۔"

یعنی جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اے بندے! ان کے پیچھے نہ پھرا کر، ان کی پیروی نہ کر، ان کا کہنا نہ مان، ان کی خدمت نہ کر۔ اس لیے کہ وہ پیروی کیے جانے کے قابل ہی نہیں ہیں۔

جو دل ہر وقت اللہ کی یاد میں مست رہتے ہیں، وہی خدمت اور دیدار کے بھی لائق ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

"وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْج تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا"[ix]

"(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے۔"

2۔ اللہ کے احکامات کی پیروی

قلبِ سلیم کی دوسری علامت یہ ہے کہ بندہ زندگی میں کبھی اللہ کی خدمت ترک نہ کرے بلکہ ہر وقت اللہ کی نوکری میں رہے۔ صبح سے شام اس کا وظیفۂ حیات اللہ کی رضا کے مطابق ہو۔ نماز پڑھنے کا وقت ہے تو نماز پڑھے، روزہ رکھنے کا وقت ہے تو روزہ رکھے، حلال کھائے، حرام سے بچے، جس طرف نہ دیکھنے کا حکم ہے، اس سے آنکھ بند کرے۔ جس کو چاہنے کا حکم ہے، اس کو چاہے، جدھر اللہ چلائے، ادھر چلے۔ جہاں بٹھائے، وہاں بیٹھے۔ جہاں سے روکے، وہاں سے رک جائے۔ ہر وقت اس کی خدمت میں رہے۔ جس کا دل ہمہ وقت اللہ کی خدمت میں اس طرح ہو جائے تو سمجھیں یہ صحت مند دل والا ہے۔

3۔ عدمِ اطاعت پر اظہارِ تاسف

قلب سلیم کی تیسری علامت یہ ہے کہ اگر کبھی اللہ کی خدمت کا ایک وظیفہ یا کوئی عمل ترک ہو جائے تو اس کے دل کو اتنا افسوس، دکھ اور غم ہو کہ جتنا کسی حرصِ دنیا رکھنے والے کو مال و دولت کے چھن جانے اور نقصان پر ہوتا ہے۔ اللہ کی بندگی کا شوق، رغبت اور چاہت اتنی شدت کی ہو کہ جتنی بھوکے کو کھانے کی چاہت ہوتی ہے اور پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی طلب ہوتی ہے۔ سخت گرمی کے موسم میں شدتِ پیاس کی حالت میں بندے کو ٹھنڈے پانی کے حصول سے جتنی لذت ملتی ہے، اس سے کروڑ گنا بڑھ کر اس کو رب کی خدمت، محبت اور عبادت میں لذت ملے تو سمجھیں کہ وہ دل صحت مند دل ہے۔

4۔ دنیا کے غموں سے بے نیازی

قلبِ سلیم کی چوتھی علامت یہ ہے کہ وہ بندہ جب نماز میں داخل ہو، اللہ کے ذکر، عبادت اور اللہ کی یاد میں محو ہو تو دنیا کے سب غم اس طرح بھول جائیں جیسے کوئی غم تھا ہی نہیں۔ اس پیمانہ پر ہر بندہ اپنے آپ کو پرکھ سکتا ہے کہ اس کا دل مریض ہے یا صحت مند ہے۔ صحت و سلامتی والا دل وہی ہے جو دنیا کے سارے غم ذکرِ الٰہی، خدمتِ الٰہی اور عبادتِ الٰہی

کے لمحہ میں بھول جائے۔ اس کا دل کبھی غیر سے مانوس نہ ہو۔ اس کو انس، رغبت، راحت، سکون اور لذت جب بھی آئے، اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں آئے اور وہ غیر کی طرف نہ جائے۔

5۔ خلوص اور صدقِ نیت

قلب سلیم کی پانچویں علامت یہ ہے کہ بندے کی حسنِ نیت اس کمال درجے پر ہو کہ وہ جو کام بھی کرے اس میں نیت خالص اور لوجہ اللہ ہو۔ کسی سے سنگت اور دوستی بنائے تو وہ بھی صرف اللہ کے لئے ہو، کسی سے محبت کرے تو وہ بھی صرف اللہ کے لئے، کسی سے دشمنی کرے تو بھی اللہ کے لئے، مال کمائے تو بھی اللہ کے لئے، خرچ کرے تو بھی اللہ کے لئے، کسی کے پاس جاکر مجلس میں بیٹھے تو بھی اللہ کے لئے اور کسی کو چھوڑ دے تو بھی اللہ کے لئے۔ لہٰذا جب دل درست اور صحت مند ہو جاتا ہے تو وہ کثرتِ عمل کی بجائے حسنِ عمل کی طرف خیال کرتا ہے۔ وہ اعمال اور ثوابوں کے ڈھیر کے پیچھے نہیں جاتا بلکہ وہ اس عمل کی خالصیت پر توجہ دیتا ہے۔

دوسری قسم: قلب میت

میت مُردے کو کہتے ہیں۔ قلبِ میّت اس دل کو کہتے ہیں جو اپنے ربّ، خالق ومالک، رازق ومعبود کو نہ پہچانتا ہو، جو نہ تو خالق ومالک کی عبادت کرے، نہ ہی اس کے حکم پر عمل کرے اور نہ ہی اس کے ممنوعات سے باز آئے۔ نفسانی خواہشات کے پیچھے چلے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرے۔

تیسری قسم: قلب مریض

وہ دل جو زندہ تو ہو یعنی اپنے خالق ومالک اللہ رب العزّت کی پہچان اور اس پر ایمان تو رکھتا ہے لیکن شہوت، حرص، حسد، تکبر، خود پسندی اور ریاکاری جیسی بیماریوں میں مبتلا ہے۔

قرآن مجید میں منتخب قلبی امراض:

نفاق کی تعریف:

زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاق اعتقادی اور زبان ودل کا یکساں نہ ہونا نفاق عملی کہلاتا ہے۔[x]

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْۚ-وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰىۙ-یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًاﭪ"[xi]

ترجمہ: "بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔"

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

" اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِۚ-وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا"[xii]

ترجمہ: "بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔"

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہِ الْہَادِی "خزائن العرفان" میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "منافق کا عذاب کافر سے بھی زیادہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں اظہار اسلام کر کے مجاہدین کے ہاتھوں سے بچا رہا ہے اور کفر کے باوجود مسلمانوں کو مُغالطہ دینا اور اسلام کے ساتھ اِستہزاء کرنا اس کا شیوہ رہا ہے۔"

نفاق ایک ایسی قلبی بیماری ہے جو انسان کے ظاہر اور باطن میں تضاد پیدا کرتی ہے۔ منافق اپنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کا دل کفر اور دھوکہ دہی سے بھرا ہوتا ہے۔ قرآن نے منافقین کو سخت عذاب کی وعید دی ہے اور ان کے کردار کو معاشرے کے لیے نقصان دہ قرار دیا ہے۔ نفاق کے اثرات انسان کو اللہ کی رحمت سے محروم کر دیتے ہیں اور اس کے دل میں اخلاص ختم ہو جاتا ہے۔

اس بیماری کا علاج اخلاص، سچائی، اور اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے میں ہے۔ توبہ اور استغفار سے انسان اپنے دل کو صاف کر سکتا ہے۔ سچائی پر عمل اور نفاق کے تمام پہلوؤں سے بچنا ضروری ہے تاکہ انسان ایمان کی دولت سے مالا مال ہو سکے۔

تکبر کی تعریف:

'اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ یعنی تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے"[xiii]

امام راغب اصفہانی عَلَیْہِ رَحمۃُ اللّٰہِ الغَنِی لکھتے ہیں: ”تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔“جس کے دل میں تکبر پایا جائے اسے ”مُتَکَبِّر“ اور مغرور کہتے ہیں۔[xiv]

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ"[xv]

ترجمہ: ”بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔“

ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

"وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ-اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا"[xvi]

ترجمہ: ''اور زمین میں اتراتا نہ چل بیشک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا ۔''

کافر متکبرین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

"فَادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ-فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ"[xvii]

ترجمہ: ”اب جہنّم کے دروازوں میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا۔“

تکبر ایک ایسا رویہ ہے جو انسان کو اپنی ذات کو دوسروں سے برتر سمجھنے پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ بیماری شیطان کی صفت ہے جس نے اسے اللہ کے حکم کی نافرمانی پر مجبور کیا۔ قرآن میں تکبر کو سختی سے مذمت کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ تکبر کرنے والے اللہ کی پسندیدہ مخلوق نہیں ہیں۔

اس کا علاج عاجزی اور انکساری میں ہے۔ انسان کو اپنی حقیقت پہچاننی چاہیے اور یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ اللہ ہی سب سے برتر اور عظیم ہے۔ دوسروں کے ساتھ محبت اور احترام کا رویہ اپنانا تکبر کے خاتمے میں مددگار ہوتا ہے۔

حسد کی تعریف:

”کسی کی دینی یا دنیاوی نعمت کے زوال یعنی اس کے چھن جانے کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام حسد ہے[xviii]

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۚ-فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا "[xix]

ترجمہ: ''یالوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔''

حسد ایک نفسیاتی اور روحانی بیماری ہے جو انسان کو دوسروں کی نعمتوں سے جلن اور نفرت پر مجبور کرتی ہے۔ یہ بیماری نہ صرف انسان کے دل کو خراب کرتی ہے بلکہ اس کے تعلقات کو بھی متاثر کرتی ہے۔ حسد انسان کو ناشکری کی طرف مائل کرتا ہے اور اللہ کی تقسیم سے ناراضگی کا اظہار بن جاتا ہے۔

اس بیماری کا علاج قناعت، شکر گزاری، اور دوسروں کی کامیابی پر خوش ہونے میں ہے۔ اگر انسان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر راضی رہے اور دوسروں کے لیے خیر کی دعا کرے تو حسد کی بیماری کا خاتمہ ممکن ہے۔

قسوت یعنی دل کی سختی کی تعریف:

''موت و آخرت کو یاد نہ کرنے کے سبب دل کا سخت ہو جانا یا دل کا اس قدر سخت ہو جانا کہ استطاعت کے باوجود کسی مجبور شرعی کو بھی کھانا نہ کھلائے قسوت قلبی کہلاتا ہے۔[xx]

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖؕ-فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِؕ-اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ"[xxi]

ترجمہ: ''تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں''۔

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہِ الْہَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: نفس جب خبیث ہوتا ہے تو قبولِ حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے اور ذکر اللہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت ہوتا ہے ایسے ہی ذکر اللہ سے مومنین کے قلوب نرم ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔ فائدہ: اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنا چاہئے جنہوں

نے ذکر اللہ کو روکنا اپنا شعار بنالیا ہے وہ صوفیوں کے ذکر کو بھی منع کرتے ہیں ، نمازوں کے بعد ذکر اللہکرنے والوں کو بھی روکتے اور منع کرتے ہیں ، ایصالِ ثواب کے لئے قرآنِ کریم اور کلمہ پڑھنے والوں کو بھی بدعتی بتاتے ہیں ، اور ان ذکر کی محفلوں سے نہایت گھبراتے اور بھاگتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے

قساوتِ قلب ایک ایسی کیفیت ہے جس میں دل نصیحت، ہدایت اور رحمت کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ یہ بیماری انسان کو گناہوں میں مبتلا کرتی ہے اور اسے اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔ قرآن نے دل کی سختی کو شدید روحانی نقصان قرار دیا ہے اور اسے پتھر سے زیادہ سخت قرار دیا ہے۔

اس بیماری کا علاج اللہ کی یاد، قرآن کی تلاوت، اور اللہ کی آیات پر غور و فکر میں ہے۔ اللہ سے قربت اور اس کی رحمت کے لیے دعا انسان کے دل کو نرم کرتی ہے اور اسے ہدایت کے لیے آمادہ کرتی ہے۔

حاصل کلام:

قرآن مجید میں مذکور قلبی امراض کا مجموعی جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ بیماریاں انسان کے روحانی، اخلاقی، اور سماجی زندگی کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ نفاق، تکبر، حسد، اور قساوتِ قلب جیسی علتیں انسان کو اللہ کی قربت اور ہدایت سے دور کر دیتی ہیں اور اس کی شخصیت میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔ ان بیماریوں کی وجہ سے انسان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر ناشکری کرتا ہے، دوسروں کے ساتھ تعلقات خراب کرتا ہے، اور اپنے دل کو ہدایت اور نصیحت کے لیے بند کر لیتا ہے۔

قرآن مجید ان بیماریوں کی جڑ کو انسان کے دل کی حالت سے جوڑتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان کی روحانی صحت اس کے دل کی پاکیزگی پر منحصر ہے۔ یہ بیماریاں نہ صرف انسان کو خود نقصان پہنچاتی ہیں بلکہ پورے معاشرے میں فساد اور بگاڑ کا باعث بنتی ہیں۔ نفاق سے اعتماد ختم ہوتا ہے، تکبر سے باہمی تعلقات خراب ہوتے ہیں، حسد سے دشمنی اور جھگڑے جنم لیتے ہیں، اور قساوتِ قلب سے ہدایت اور اللہ کی رحمت سے دوری ہو جاتی ہے۔

ان امراض کے علاج کے لیے قرآن مجید نے واضح رہنمائی فراہم کی ہے، جو اللہ کے ذکر، قرآن کی تلاوت، توبہ و استغفار، عاجزی، شکر گزاری، اور قناعت میں مضمر ہے۔ ان تعلیمات پر عمل کر کے انسان اپنے دل کو پاک کر سکتا ہے اور روحانی سکون حاصل کر سکتا ہے۔ مجموعی طور پر، قرآن مجید انسان کو اپنے دل کی اصلاح اور اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی دعوت دیتا ہے تا کہ وہ کامیاب اور مطمئن زندگی گزار سکے۔

نتائج:

1. اسلامی عقائد، عبادات اور اخلاقیات میں ہم آہنگی ایک ایسے معاشرتی نظام کی تشکیل کرتی ہے جس میں انفرادی اور اجتماعی فلاح ممکن ہو۔
2. عبادات نہ صرف انسان کی روحانی تربیت کرتی ہیں بلکہ اس کی عملی زندگی کو اخلاقی اصولوں کے تابع بناتی ہیں۔
3. اخلاقی تعلیمات اسلامی عقائد کا عملی مظہر ہیں، جو فرد کو انصاف، امانت داری اور تحمل جیسی صفات سے آراستہ کرتی ہیں۔

سفارشات:

1. معاشرے کی اخلاقی اصلاح کے لیے اسلامی عقائد، عبادات اور اخلاقیات کو زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کرنے کی عملی کوشش کی جائے۔
2. مساجد، مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں میں عقائد، عبادات اور اخلاقیات کو ایک مربوط نظام کے تحت سکھایا جائے تاکہ معاشرے میں مثبت تبدیلی لائی جاسکے۔
3. جدید دور کے چیلنجز کے حل کے لیے اسلامی عقائد اور اخلاقیات کی روشنی میں علمی و تحقیقی بنیادوں پر اجتہاد کو فروغ دیا جائے۔

مصادر و مراجع:

1. **القرآن الکریم**
2. **لسان العرب** -ابن منظور، محمد بن مکرم
3. **المفردات في غریب القرآن** -راغب اصفہانی
4. **مقاییس اللغة** -احمد بن فارس بن زکریا
5. **نور العرفان** -مولانا محمد عبد الحکیم خان

6. **جامع العلوم والحکم** -ابن رجب حنبلی

7. **صحیح مسلم، کتاب الایمان** -امام مسلم بن حجاج

8. **الحدیقۃ الندیۃ** -شوق نیموی

حوالاجات

---

[i] بنی اسرائیل: 36:17
[ii] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، نشر ادب الحوزة، 1425ھ، ج1، ص804
[iii] ق: 37:50
[iv] راغب اصفہانی، حسین، المفردات فی غریب القرآن، ص681
[v] احمد بن فارس بن زکریا، مقاییس اللغۃ، ج2، ص538، دار الفکر، بیروت
[vi] الشعراء: 88-89
[vii] نورالعرفان، سورۃ الشعراء، تحت الآیۃ: 88-90
[viii] الکہف: 28:18
[ix] ایضاً
[x] جامع العلوم والحکم، الحدیث الثامن والاربعون، ص529
[xi] النساء: 142
[xii] النساء: 145
[xiii] مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص61، حدیث: 147
[xiv] مفردات الفاظ القرآن، کبر، ص697
[xv] النحل: 23
[xvi] بنی اسرائیل: 37
[xvii] النحل: 29
[xviii] الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الخامس عشر، ج1، ص600
[xix] النساء: 54
[xx] الحدیقۃ الندیۃ، الخلق العاشر، ج2، ص484
[xxi] الزمر: 22